اسلامی تہذیب وثقافت اور عقائد اسلام

اللہ نواز

ریسرچ اسکالر، کلیہ معارف اسلامیہ

کسی قوم یا معاشرے کے وہ رسم ورواج، عقائد ونظریات، اصول وضوابط، آداب زندگی، طرزِ معاشرت، مذہبی اور فنونِ لطیفہ کے اقدار جو اس قوم کے تمام افراد میں مشترک ہوں ''تہذیب یا ثقافت'' کہلاتے ہیں۔ ثقافت ایک ایسا عمل ہے جس میں علم وفن، اقدار، رسوم ورواج وغیرہ کو شامل کیا جا سکتا ہے اور یہ تمام عوامل مل کر ایک تہذیب کو جنم دیتے ہیں۔

ثقافت کا مفہوم:

''ثقافت'' کے لفظی معنی ہیں ''اُگانا''۔ ثقافت ایک مخصوص طرزِ زندگی کا نام ہے اور کسی بھی قوم کی ثقافت میں بہت سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں، مثلاً زبان وادب، رسوم ورواج، مذہب، نظریہ حیات وممات اور فنونِ لطیفہ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

ثقافت کا ہر پہلو اور عنصر قوموں کی تمدنی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ جغرافیائی حالات اور ماحول بھی قوم کی ثقافت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں، ان حالات اور ماحول میں زمینی اثرات، آب وہوا، معدنی وسائل وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

اسلامی تہذیب کا مفہوم

وہ تہذیب وثقافت جس کی بنیاد قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو، اسلامی تہذیب یا اسلامی ثقافت کہلاتی ہے۔ اسلامی تہذیب کے ذریعے ہم معاشرے کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک پاکیزہ اور کامیاب طرزِ معاشرت قائم کر کے ایک پرامن اور اخوت ویگانگت والا معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ:

اسلامی تہذیب وتمدن سے مراد وہ اسلامی عقائد ونظریات اور اصول ہیں جنہیں اپنا کر مسلمان ایک مخصوص طرزِ فکر اختیار کر لیتا ہے۔ اسلامی عقائد میں اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت کی زندگی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان عقائد ونظریات کے مطابق مسلمان اپنی زندگی میں اللہ کے دیئے ہوئے قوانین (قرآن

وسنت) پرعمل کرتے ہیں اوراس طرح اسلامی طرزِ معاشرت (اسلامی تہذیب وتمدن) وجود میں آتی ہے۔

اسلامی تہذیب کے عوامل

''عوامل'' جمع کا لفظ ہے، جس کا مفرد 'عامل' ہے۔ ''عامل'' کا معنٰی ہے'' کام کرنے والا''۔ اسلامی تہذیب وثقافت سے تعلق رکھنے والے اہم عوامل یا محرکات کو ارکانِ اسلام یا عقائدِ اسلام بھی کہا جاتا ہے۔ ارکانِ اسلام کو ایمانِ مفصل میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

ترجمہ: ''میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر اور موت کے بعد دوبارہ اٹھنے (زندہ ہونے) پر''

(۱) عقیدۂ توحید (۲) فرشتوں پر ایمان

(۳) آسمانی کتابوں پر ایمان (۴) عقیدۂ رسالت

(۵) آخرت پر ایمان (۶) تقدیر پر ایمان

(۷) مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ایمان

(۱) عقیدۂ توحید

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ذاتِ اقدس کا نام ہے جو قدیم، ازلی اور ابدی ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کی ذات کی طرح اس کی صفات کاملہ بھی قدیم ہیں اور غیر متناہی ہیں، وہ ہر ناقص صفت سے پاک ومنزہ ہے۔ وہ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے اور تمام کائنات کا معبودِ حقیقی ہے۔ صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ زمان ومکاں اور جسم سے پاک ہے وہ اکیلا اور یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی مثل ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عقیدۂ توحید کے حوالے سے قرآن مجید کی سب سے جامع اور مدلل سورۃ، سورۃ الاخلاص ہے، جسے سورۂ توحید بھی کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ○ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ○ (۱)

ترجمہ: ''کہو وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔''

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ایک ہے، وہ بے نیاز و بے پرواہ ہے اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ذات اولاد سے پاک ہے وہ ولد، والدیت جیسے عیب سے بھی پاک اور بالاتر ہے۔ وہ ذات واحد کسی کی اولاد نہیں اور نہ کوئی اس کی اولاد ہے یا اس کی جنس سے ہے۔ اور ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ اس کا کوئی ہمسر اور جوڑ نہیں اور نہ اس کا کوئی شریک اور مساوی ہے اور نہ اس کی برابری کا دعویٰ کرنے والا کوئی ہے۔

ایک حدیث پاک میں حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سب سے فضیلت والا عمل ''لا الہ الا اللہ'' کہنا اور سب سے بہترین دعا استغفار (توبہ کرنا) ہے۔

اس حدیث میں لا الہ الا اللہ'' کو سب سے فضیلت والا عمل قرار دیا گیا ہے۔'لا الہ لا اللہ'' کا معنیٰ ہے: ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'' اور اس کلمہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے اور توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور ایک جاننا ہے، یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں واحد و یکتا اور اکیلا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں، اپنی قدرت و اقتدار میں اور ہر چیز میں واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کلمہ اور ان عقائد و نظریات سے انسان ایمان اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص اس چیز کا یقین رکھے یعنی ایمان لائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ مرتے ہی جنت (Paradise) میں داخل کیا جائے گا''۔

اسی طرح ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''لا الہ الا اللہ! میرا قلعہ (Fort) ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا''۔ (۲)

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ: ''اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں اور اس کی آبادی کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ایک پلڑے میں ''لا الہ الا اللہ'' کو رکھا جائے تو یہی پلڑا بھاری رہے گا''۔ (۳)

(۲) ملائکہ پر ایمان لانا

ملائکہ (فرشتوں) پر ایمان لانا دین کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ لفظ ''ملائکہ'' جمع ہے۔ اس کا واحد ''مَلَکْ'' ہے، اس کا ماخذ اشتقاق ''الوکۃ'' ہے جس کا معنی ہے ''پیغام رسانی'' کیونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے مقبول بندوں تک پہنچانے کیلئے مامور ہیں، اس لئے انہیں اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

علماء اسلام کے نزدیک فرشتے لطیف اور نورانی جسم رکھتے ہیں اور مختلف شکلیں بدل سکتے ہیں اور ان کو اصلی شکل میں صرف انبیاء اور اولیائے کاملین ہی دیکھ سکتے ہیں۔ (۴)

فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے وجود کو تسلیم کیا جائے اور یقین کیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ مخلوق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ وقت عبادت و ریاضت اور بندگی و اطاعت میں لگے رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں جو نظامِ کائنات کے تمام کام اللہ تعالیٰ کی مرضی و مشیت کے مطابق انجام دیتے ہیں اور فرشتوں کے ذریعے ہی تمام انسانوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ فرشتوں کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، البتہ خاص، مقرب اور مشہور فرشتے چار ہیں، جن کے نام اور کام حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت جبرائیلؑ ......جو کہ انبیاء اور سولوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام، وحی اور احکام پہنچاتے رہے۔

(۲) حضرت میکائیلؑ ......جو کہ بارشوں، ہواؤں اور رزق کی فراہمی کے نظام پر مامور ہیں۔

(۳) حضرت عزرائیلؑ ......جو کہ جاندار اور مخلوق کی روح قبض کرنے پر مامور ہیں۔

(۴) حضرت اسرافیلؑ ......جو کہ قیامت کے دن کیلئے صور پھونکیں گے، جس سے تمام مخلوق مرجائے گی اور دوبارہ صور سے پھر زندہ ہوجائے گی۔

(۳) آسمانی کتابوں پر ایمان

آسمانی کتابوں (بشمول صحائف) پر ایمان لانا دین کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں۔ آسمانی کتابوں کی تعداد چار (4) ہے، جس میں قرآن مجید، زبور، تورات اور انجیل شامل ہیں، ان کتب میں سب سے پہلے تورات، پھر زبور، پھر انجیل اور آخر میں قرآن کریم کو نازل کیا گیا۔

- قرآن مجید حضور سید عالم ﷺ پر (۲۳ سال کے عرصہ میں بہ تدریج) نازل ہوا۔
- تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں صحیفوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک سو دس (۱۱۰) صحیفے بھی نازل فرمائے جو حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئے۔

یہ سب کی سب کتابیں مُنَزَّل من اللہ (اللہ کی طرف سے نازل کردہ) تھیں۔ ان میں جو کچھ بھی نازل ہوا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں، لیکن بعد میں ان کتابوں میں (سوائے قرآن مجید کے) تحریف (تبدیلی) وغیرہ کردی گئی ہے اور

اب ان تمام کتابوں کی ناسخ قرآن مجید ہے، جو کسی قسم کی تحریف، تغیر اور تبدیلی سے بالکل پاک ہے اور قیامت تک یہی کتاب ہدایت کے لئے مرکز ومحور اور بنیاد ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَo (۵)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے (رسولوں پر) نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر (ایمان اور) یقین رکھتے ہیں''۔

مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ کا معنیٰ ومفہوم:

''ماانزل الیک'' سے مراد وہ 'وحی متلو' ہے، جس کی تلاوت کی جاتی ہے یعنی قرآن کریم، اور وہ وحی غیر متلو بھی مراد ہے، جس کی تلاوت نہیں کی جاتی یعنی سنت، جیسے نماز کی رکعات کی تعداد اور اس کی ہیت مخصوصہ، زکوٰۃ، عشر اور قربانی کی مقدار اور کیفیت، روزہ اور حج کے احکام اور جنایاتِ حدود کی تفصیلات، یہ تمام امور صرف رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ.(۶)

ترجمہ: ''ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے''

اس سے مراد قرآن وحدیث پر ایمان لانا ہے۔ اور ''وماانزل من قبلک'' سے زبور، تورات، انجیل اور دیگر کتب یعنی صحائفِ سماویہ مراد ہیں، ان پر اجمالی ایمان لانا ضروری ہے، بایں طور کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں اور جو کلام آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، اس پر اجمالاً ایمان لانا فرض عین ہے اور اس پر تفصیلاً ایمان لانا فرضِ کفایہ ہے۔

قرآن پر ایمان لانے کا مفہوم

قرآن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ دل وزبان سے اس کا اقرار کیا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ ہمارے پیارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر عربی زبان میں نازل کیا، جو تواتر سے ہم تک منقول ہے اور قرآن مجید کی ترتیب توقیفی کے اعتبار سے اس کی ابتدا ''سورۃ الفاتحہ'' سے اور اس کا اختتام ''سورۃ الناس'' پر ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی پہلی سورت ''سورۃ الفاتحہ (الحمد شریف) سے لے کر آخری سورت ''الناس'' تک قرآن پاک

کے ایک ایک حرف، ایک ایک لفظ، ایک ایک آیت اور ایک ایک سورت پر ایمان لانا فرض عین ہے اور اس کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہے اور جب سے یہ قرآن مجید نازل ہوا ہے، اس وقت سے لے کر آج تک اس میں کسی قسم کی کوئی کمی، بیشی یا کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اس اقرار سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس بات پر ایمان لانا کہ جو کچھ اس میں ہے، وہ حق ہے اور ہم پر اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری کلام یعنی قرآن مجید حضرت جبرائیل کے ذریعے حضور سید عالم ﷺ پر تیئیس (23) سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا۔ قرآن مجید میں کل 114 سورتیں ہیں، قرآن مجید کی جو سورتیں ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں وہ ''مکی'' کہلاتی ہیں اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ ''مدنی'' کہلاتی ہیں۔

اہل علم لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایک ہزار آیات (رحمت و مغفرت اور جنت وغیرہ) کی ہیں...... ایک ہزار آیات (عتاب و سزا اور عذابِ جہنم وغیرہ کی) وعید کی ہیں...... ایک ہزار آیات امر بالمعروف اور اوامر و احکام کی ہیں...... ایک ہزار آیات نہی عن المنکر کی ہیں...... ایک ہزار آیات قصص کی ہیں...... ایک ہزار آیات امثال کی ہیں...... اور باقی آیات متفرق مضامین کی ہیں۔

(۴) عقیدۂ رسالت

رسولوں پر ایمان لانا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جتنے رسول بھی بھیجے گئے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، سچے اور معصوم پیغمبر ہیں۔ اور تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے، جن میں سے 313 رسول اور باقی نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ان تمام رسولوں اور نبیوں نے تبلیغ دین اور تبلیغِ ہدایت کا فریضہ بہ حسن وخوبی سرانجام دیا اور اس سلسلہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا، اب دین و دنیا اور آخرت فوز وفلاح اور نجات صرف آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت! اسلام کا قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے اور اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے، جس پر ایمان (Belief) لانا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے، یعنی ایک مسلمان اس بات پر ایمان رکھے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول (Last Among Prophets) ہیں اور سلسلہ نبوت و رسالت، ختمی مرتبت حضور نبی کریم ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اور اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا نہ کوئی رسول آئے گا اور آپ ﷺ کی کتاب، شریعت مطہرہ اور تعلیمات تا قیامت ہدایت اور نجات کا آخری سرچشمہ ہیں، اگر کوئی شخص ہزار بار بھی کلمہ طیبہ

پڑھے اور دن رات نماز و قیام میں گزارے، لیکن وہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتا یا آپ ﷺ کے بعد کسی اور کو بھی نبی مانتا ہے تو وہ کافر اور مرتد ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا خاتم الانبیاء (نبیوں میں آخری نبی اور رسول) ہونا، آپ ﷺ کے بعد کسی نبی اور رسول کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدعیٔ نبوت (یعنی مسیلمہ کذاب سے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب تک) کا جھوٹا و کذاب اور کافر و مرتد ہونا، ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر صحابۂ کرام علیہم الرحمتہ والرضوان سے لے کر آج تک ہر دور کے تمام مسلمانوں کا قطعی اجماع (Consesus) اور اتفاق رہا ہے۔

(۵) آخرت پر ایمان لانا

آخرت پر ایمان لانا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ حقیقت تسلیم کرے کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا، جس دن مکلف و مامور انسانوں کی تمام زندگی کا حساب و کتاب اور جانچ پڑتال کی جائے گی۔ پس جس کے اعمال اچھے اور پسندیدہ ہوں گے وہ انعام و اکرام پائے گا اور جس کے اعمال بد اور خراب ہوں گے وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ انعام بھی لامحدود ہوگا اور سزا بھی لا محدود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ○ (۷)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے (رسولوں پر) نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر (ایمان اور) یقین رکھتے ہیں''۔

ایمان اور یقین کی منزل

یقین! اس پختہ تصدیق کو کہتے ہیں، جس میں کسی قسم کا کوئی شک اور شبہ نہ ہو اور وہ پختگی واقع کے مطابق ہو اور شک کرنے والے کے شک سے زائل نہ ہو سکے۔ آخرت کے لئے یہاں ایمان کے بجائے ''ایقان'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ''ایمان'' کا معنیٰ تصدیق کرنا اور مان لینا ہے اور اس کی ضد ''انکار'' اور ''تکذیب'' ہے۔ جب کہ ''ایقان'' کا معنیٰ ''یقین کرنے'' کے ہیں اور اس کی ضد ''شک'' اور ''تردد'' ہے۔

صاحب تفسیر معارف القرآن رقم طراز ہیں: ''یہاں یہ بات بھی قابلِ نظر ہے کہ اس آیت میں ''بالآخرۃ'' کے ساتھ لفظ ''یؤمنون'' نہیں، بلکہ ''یوقنون'' استعمال فرمایا گیا ہے، کیوں کہ ایمان کا مقابل ''تکذیب'' ہے، اور ''ایقان'' کا مقابل ''شک و تردد'' ہے، اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ آخرت کی زندگی کی محض تصدیق کرنا مقصد کو پورا نہیں کرتا، بلکہ اس کا یقین کرنا ضروری ہے، جیسے کوئی چیز پوری کی پوری آنکھوں کے سامنے ہو۔ متقین کی یہی صفت ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ

کے سامنے پیشی اور حساب کتاب، پھر جزاء وسزا کا نقشہ ہر وقت ان کے سامنے رہتا ہے۔ وہ شخص جو دوسروں کا حق غصب کرنے کے لئے جھوٹے مقدمے لڑتا ہے، جھوٹی گواہی دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف حرام مال کمانے اور کھانے میں لگا ہوا ہے، یا دنیا کے ذلیل مقاصد حاصل کرنے کیلئے خلاف شرع ذرائع اختیار کرتا ہے، وہ ہزار بار آخرت پر ایمان لانے کا اقرار کرے اور ظاہر شریعت میں اس کو مؤمن کہا بھی جائے، لیکن قرآن جس ایقان کا مطالبہ کرتا ہے، وہ اسے حاصل نہیں اور وہ ہی انسان کی زندگی میں انقلاب لانے والی چیز ہے"۔(۸)

اسی طرح یومِ آخرت کے حوالے سے ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝(۹)

ترجمہ: "بے شک ہم مُردوں کو (دوبارہ) زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جارہے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر دیا ہے"

سورۃ الحشر میں ارشادِ خداوندی ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝(۱۰)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو اس امر کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ اس نے کل (آخرت) کیلئے کیا آگے بھیجا ہے اور ہم پھر کہتے ہیں خدا سے ڈرتے رہو، بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے"

آخرت میں عمل نیک ہی کام آئیں گے
پیش ہے تجھ کو سفر، زادِ سفر پیدا کر

(۶) تقدیر پر ایمان لانا

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہاں صرف اسی کا حکم چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر وشر اور نیکی و بدی دونوں کو پیدا کیا ہے اور انسان کو اس میں اختیار دیا ہے کہ وہ خیر وشر میں اور نیکی و بدی میں کس کو اختیار کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ہر شخص کے لئے جنت اور

دوزخ لکھی جا چکی ہے"۔ لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر ہم اپنے لکھے ہوئے کا کیوں نہ سہارا لیں اور عمل چھوڑ دیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، عمل کرو، کیونکہ ہر شخص کو اسی چیز کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے، جو خوش نصیب ہو اس کو جنتی کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو بدنصیب (جہنمی) ہے، اس کو جہنمی کاموں کی توفیق ملتی ہے"۔

پھر آپ ﷺ نے سورۃ اللیل کی یہ آیتیں پڑھیں: (ترجمہ) "جس نے مال خرچ کیا اور تقویٰ کی راہ اختیار کی اور نیک بات کی تصدیق کی (یعنی اسلام قبول کیا) تو ہم اس کو اچھی زندگی (یعنی جنت) مہیا کریں گے اور جس نے اپنا مال دینے میں بخل سے کام لیا اور (خدا سے) بے پروا رہا اور اچھی زندگی (اسلام) کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف والی زندگی (جہنم) مہیا کریں گے"۔ (۱۱)

(۷) مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ایمان لانا

انسان مرنے کے بعد مکمل طور پر فنا نہیں ہو جاتا بلکہ اس کی روح زندہ رہتی ہے اور عالم برزخ (موت سے لے کر قیامت تک کا وقت) میں رہتی ہے اور قیامت کے دن انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ایک مرتبہ وہی روح دوبارہ لوٹا کر بندوں کو زندہ کیا جائے گا اور پھر وہ اپنا حساب کتاب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے گا اور پھر جس کے اعمال نیک اور قبول ہو گئے تو انہیں جنت میں بھیجا جائے گا اور جس کے اعمال برے اور نا قابل قبول ہوں گے، انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا۔

قرآن مجید میں موت کے بعد کی زندگی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْئٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍo (۱۲)

ترجمہ: "بے شک ہم مُردوں کو (دوبارہ) زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جا رہے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر دیا ہے"

آخرت میں نیک اور برے اعمال کی جزا و سزا کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ o وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍo (۱۳)

ترجمہ: بے شک نیک لوگ ضرور (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے اور بے شک گناہ گار ضرور دوزخ میں ہوں گے"

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

ایک انسان جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ ایک کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ایک الگ قوم و ملت اور ایک منفرد تہذیب کا فرد بن جاتا ہے اور توحید و رسالت کے اقرار کے بعد اس کا پورا تشخص تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کی شخصیت میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے، وہ اس قوم، معاشرہ اور تہذیب کا حصہ بن جاتا ہے، جسے ہم اسلامی اور مشرقی تہذیب کا نام دیتے ہیں، جو دنیا کی دیگر اقوام اور مذاہب کے مقابلہ میں منفرد، جداگانہ اور ممتاز حیثیت کی حامل ہے، جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے احکامات، اسلامی عقائد و نظریات، مقاصد و تقاضاہائے فطرت، عدل و مساوات، اخوت، وسیع النظری اور رواداری پر قائم ہے جب کہ اس کے مقابلے میں مغربی تہذیب کی بنیاد مادیت پرستی، جغرافیائی اشتراک، سرمایہ دارانہ نظام، خود غرضی اور نوآبادیاتی استحصال پر مبنی ہے۔ مشرقی اور مغربی تہذیبوں کا تقابل کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مشرقی تہذیب کی بنیاد مضبوط نظریات اور مغربی تہذیب کی بنیاد صرف مادیت پر قائم ہے۔ (۱۴)

مسلمان صرف اسلام ہی کو اللہ کا آخری دین مانتا ہے اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ کا پسندیدہ دین صرف ''اسلام'' ہے اور یہی وہ دین ہے جس کی تبلیغ تمام انبیائے سابقین نے بھی کی تھی۔ یہی وہ دین ہے، جس میں انفرادی اور اجتماعی طور پر زندگی گزارنے کے تمام اصول اور عقائد و نظریات فراہم کر دیئے گئے ہیں۔

☆☆☆

حوالہ جات

(۱) سورۃ الاخلاص:۱تا۴

(۲) مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۳) مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۴) تفسیر ضیاء القرآن، جلد۱ص ۴۵، پیر محمد کرم شاہ الازہری، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

(۵) سورۃ البقرہ: آیت۴

(۶) سورۃ النحل: آیت نمبر۴۴

(۷) سورۃ البقرہ: آیت۴

(۸) تفسیر معارف القرآن: جلد۱صفحہ ۱۱۵۔۱۱۴، مفتی محمد شفیع دیوبندی، ادارۃ المعارف، کراچی

(۹) سورۃ یٰس:۱۲

(۱۰) سورۃ: الحشر: ۱۸

(۱۱) صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری (م۲۵۶ھ)، حامد اینڈ کمپنی، لاہور،۱۹۸۲ء

(۱۲) سورۃ یٰس:۱۲

(۱۳) سورۃ الانفطار:۱۴۔۱۳

(۱۴) اسلامی تہذیب وتمدن، صفحہ ۲۷، مولانا محمد ناصر خان چشتی، مکتبہ فریدی کراچی، ۲۰۰۸ء